مواعظ اختر نمبر ۲۲

اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو! اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۸؍محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۰؍اگست ۱۹۹۰ء
بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: تزکیۂ نفس و تعمیرِ قلب و تعمیرِ کعبہ

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کرا

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر



اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰہٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْہِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷ تا ۱۲۸)

پچھلے جمعہ کو عرض کیا تھا کہ کعبہ شریف یعنی بیت اللہ کی تعمیر میں اور مؤمن کے قلب کی تعمیر میں کیا رابطہ ہے۔ اگر بیت اللہ کی تعمیر نہ ہوتی تو اسلام کا وجود نہ ہوتا، حج وعمرہ کیسے کرتے اور نماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے، تو بیت اللہ کا وجود تکمیلِ اسلام اور تعمیرِ اسلام کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح سے دل کی تعمیر دل کو غیر اللہ کی گندگی سے اور گناہوں کی گندی عادتوں سے پاک کرنا ہے۔ اگر تعمیرِ قلب اور تزکیۂ نفس نہ ہو تو انسان اللہ والا نہیں بن سکتا، جو دشمن کے کہنے پر چلے گا یعنی نفس وشیطان کی غلامی کرے گا وہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا۔ اس موقع پر میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

یعنی تم نے شیطان اور نفس کے کہنے سے گناہ کرلیا اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو توڑ دیا، حکمِ الٰہی کو توڑا اور نفس وشیطان کی بات مانی، اپنے دل کی بات مان لی، نفس کے کہنے پر چل پڑے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو اور اس کے قانون کو توڑ دیا۔

جمہوریت عقل کی نظر میں

اللہ والا شاعر کہتا ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ کس سے جڑ گئے اور کس سے تمہارا رشتہ کٹ گیا، جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اُس سے رشتہ کٹ گیا، جو صاحبِ قدرت ہے، دونوں جہاں کا مالک ہے اس کو ناراض کر کے چند لومڑیوں کو خوش کرلیا، یہ وہ بے وقوف انسان ہے جو جنگل میں شیر ببر کی بات نہ مانے اور لومڑیوں کی اکثریت کے ووٹ میں جمہوریت کی اتباع کرلے۔ اگر کسی جنگل میں لومڑیاں اکثریت میں ہیں اور سب نے کہا کہ بھئی ہماری ڈاڑھی نہیں ہے لہٰذا تم بھی ڈاڑھی نہ رکھو اور شیر ببر نے کہا کہ دیکھو! میری ڈاڑھی ہے۔ افریقہ کے جنگل میں، میں نے خود شیر ببر کو دیکھا ہے، اس کی پوری ایک مٹھی ڈاڑھی تھی۔ اب اگر ببر شیر جنگل میں اعلان کردے کہ میرے کہنے سے سب لوگ ڈاڑھی رکھ لو اور لومڑیاں جو اکثریت میں ہیں وہ کہیں کہ نہیں ہماری اکثریت ہے تم ڈاڑھی منڈا کر لومڑیوں کی پارٹی میں آجاؤ۔ ایسے وقت میں آپ کیا کریں گے؟ آپ کو عقل مجبور کرے گی کہ لومڑیوں میں طاقت نہیں ہے اور شیر طاقت والا ہے، ایک دھاڑ مارے گا تو ووٹ دینے والی لومڑیاں ہی ختم ہوجائیں گی، ان پر موت آجائے گی۔

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ائمہ اربعہ کے نزدیک واجب ہے

تو اللہ کی قدرت کے سامنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے سامنے ہماری آپ کی خوشی کی کوئی قیمت نہیں ہے، ایک ہی وقت میں ستّر صحابہ اُحد کے دامن میں شہید ہوئے، انہوں نے تو اپنی جان دے دی اور ہم اپنا

گال دینے کے لیے تیار نہیں، انہوں نے جان دے دی، جامِ شہادت نوش کرلیا اور ہم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو اپنے گالوں پر جاری نہیں کر سکتے۔ اگر قیامت کے دن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوال فرمالیں کہ میری شکل تم کو کیوں نہیں پسند آئی؟ کیونکہ جس حالت میں موت آئے گی قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا، اگر کوئی وی سی آر دیکھ رہا ہے اور موت آگئی تو قیامت کے دن اسی گندی حالت میں اٹھایا جائے گا، جو سینما دیکھ رہا ہے وہ اسی گندی حالت میں اٹھایا جائے گا، جس نے ڈاڑھی پر اُسترا پھیر رکھا ہے اگر اسی حالت میں موت آئی تو قیامت کے دن اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ کیا ہماری شکل میں تم کو کوئی عیب نظر آیا تھا؟ کیا میری ڈاڑھی والی شکل میں کوئی خرابی نظر آئی تھی؟ تم کو دنیا میں ہماری شکل کیوں نہیں پسند آئی؟ جبکہ تم میری شفاعت کے امیدوار بھی تھے، میرا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ پڑھا کرتے تھے، میری رسالت پر ایمان لائے تھے، لیکن میری شکل سے تم کو کیوں نفرت تھی؟ تم نے کیوں میری شکل اختیار نہیں کی؟ یہ میں عاشقانہ بات کہہ رہا ہوں۔ چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس بارے میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے، امام احمد ابن حنبل، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، جس طرح عید کی نماز واجب ہے، بقرعید کی نماز واجب ہے، اگر کوئی عید کی نماز نہ پڑھے، بقرعید کی نماز نہ پڑھے آپ اس کو کتنا برا سمجھتے ہیں، ایسے ہی ڈاڑھی منڈانے والے شخص کی امامت جائز نہیں ہے، اذان دینا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ وہ سرکاری وردی کے خلاف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کی خوشی کی قیمت

تو میں آپ سب سے یہی ایک سوال پوچھتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ تم نے ہماری جیسی شکل کیوں نہیں بنائی، میری شکل میں تم کو کیا عیب نظر آیا تھا؟ تو اس وقت آپ کیا کہیں گے؟ کیا اس وقت بھی یہی کہیں گے کہ ہم بیوی سے ڈر گئے تھے، دفتر والوں سے ڈر گئے تھے، معاشرے سے ڈر گئے تھے، ماحول والوں کو خوش کیا تھا۔ پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا سوال کیا کہ اگر تم ڈاڑھی رکھ لیتے تو میرا دل خوش ہو جاتا، تو تم نے دنیا میں سب کو خوش کیا مگر میری خوشی کی تمہارے نزدیک کیا قیمت تھی؟

اللہ والوں سے تعلق رائیگاں نہیں جاتا

ملتان سے میرے ایک دوست آئے جو عمرہ کرنے جا رہے تھے، ان کا نام شیر محمد تھا، میرے بڑے معزز دوست ہیں، ایک دفعہ ملتان میں میرا بستر ریل میں رہ گیا، میں بستر ریل میں بھول کر ملتان اُتر گیا، شیر محمد صاحب استقبال کے لیے ملتان اسٹیشن پر آئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ میرا بستر، رضائی، گدّا سب لاہور چلا گیا، تو ان کے اتنے تعلقات تھے کہ انہوں نے ریلوے ایس پی سے ملاقات کی اور فوراً لاہور ٹیلی فون کرایا اور دوسری ریل سے میرا بستر منگوالیا۔ تو اتنے معزز آدمی تھے لیکن ان کو ڈاڑھی رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی لیکن چونکہ بزرگوں کے پاس بیٹھتے تھے اور اللہ والوں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا رنگ لاتا ہے، دیر سویر ہو جائے مگر رنگ لاتا ہے، آج نہ سہی کل سہی رنگ ضرور لائے گا۔ حکیم جالینوس ایک دن باہر نکلا، ایک پاگل اس کو دیکھ کر ہنسا اور قہقہہ لگایا اور آنکھ بھی ماری، بس جالینوس فوراً واپس آگیا اور کہا کہ میں کچھ پاگل ضرور ہوں ورنہ وہ

پاگل مجھے دیکھ کر نہ ہنستا نہ آنکھ مارتا لہٰذا اے میرے دواخانے والے ملازم! مجھے پاگلوں والا معجون کھلا دے۔ اس نے بہت کہا کہ حضور! آپ ابھی صبح تو خیریت سے گئے تھے۔ کہا کہ نہیں، پاگل کا ہنسنا اور خوش ہونا دلیل ہے کہ میں بھی تھوڑا سا پاگل ہوں۔ لہٰذا اللہ والوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور ان کی صحبت میں جانا دلیل ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ایک دن یہ ضرور رنگ لائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ شیر محمد صاحب نے ہمیشہ بزرگوں کے پاس آنا جانا رکھا تھا، ملتان میں بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ان کی صحبت میں جایا کرتے تھے۔ بہر حال وہ کراچی آئے اور کہا کہ میں عمرہ کرنے جارہا ہوں۔ تو اسی حالت میں آئے تھے کہ ڈاڑھی نہیں تھی، میں نے کہا کہ شیر محمد کیا روضۂ مبارک پر بھی جاؤ گے یا خالی طواف کر کے واپس آجاؤ گے؟ کیا مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ارادہ تو ہے، تو میں نے کہا کہ جب روضۂ مبارک پر جاؤ گے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک آپ کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوگا یا غمگین ہوگا؟ بس خاموش ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ یہ جواب عاشقانہ ہے کہ بولے کچھ نہیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ میں سمجھ گیا کہ تیر نشانہ پر لگ گیا، کامیابی ہوگئی، مچھلی نے کانٹا نگل لیا، اب کام بن گیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بعض اوقات زبان خاموش رہتی ہے مگر آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں، جیسے پشاور میں حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم ہیں، وہ تقریر کرنا نہیں جانتے ہیں، صرف رونا جانتے ہیں، میں نے اپنا یہ شعر وہیں کہا ہے ؎

ہے زباں خاموش اور آنکھوں سے ہے دریا رواں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے

دعا کی قبولیت کی علامت

اگر کسی کے دعا میں آنسو نکل جائیں اور وہ کچھ مانگ نہ سکے تو سمجھ لو کہ سب قبول ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا کرتے تھے کہ میاں اختر! جب دعا میں آنسو نکل آئیں تو سمجھ لو کہ قبولیت کی رسید آ گئی۔ تو شیر محمد صاحب ماشاء اللہ رو پڑے اور کچھ نہیں بولے، بس مصافحہ کر کے چلے گئے لیکن جب عمرہ کر کے واپس آئے تو پوری ڈاڑھی رکھ لی تھی اور واقعی شیر معلوم ہو رہے تھے اور ان کا استقبال کرنے ملتان کے بڑے بڑے لوگ ایئر پورٹ پر گئے تھے اور ان سے دعاؤں کی درخواست کی اور بڑی عزت کی اور کہا کہ شیر محمد تم بڑے اچھے معلوم ہو رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ڈاڑھی سے زینت بخشی ہے

بتایئے! اگر ڈاڑھی رکھنے سے شکل خراب ہو جاتی تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو خراب شکل میں رکھتا؟ کیا انبیاء علیہم السلام اللہ کے پیارے نہیں ہیں؟ اگر ڈاڑھی رکھنا چہرے کو خراب کر دیتا تو خدا کبھی اپنے پیغمبروں سے ڈاڑھی نہ رکھواتا، انسان اپنے پیاروں کو اچھی چیز ہی پیش کرتا ہے، اچھے لباس پہناتا ہے، اچھی شکل میں رکھتا ہے۔ تو پیغمبر سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں ہے، لہٰذا نبیوں کا ڈاڑھی رکھنا بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے واسطے یہی شکل پسند فرماتے ہیں۔ دوستو! ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم قبروں میں لیٹ جائیں گے، یہ گال ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے، جیسے کوئی زمیندار کسی غریب کو کھیت دے دے اور کہے کہ پانچ سال کے لیے یہ کھیت تم کو دے دیا، اس میں جو چاہو کاشت کرو تو کسان جلدی جلدی اس میں بیج بوتا ہے اور خوب کماتا ہے، تو اللہ نے کچھ دن کے لیے ہمیں گال عطا فرمایا ہے لہٰذا جلدی جلدی ڈاڑھی کی کھیتی اُگا لو، اللہ اور

رسول کو راضی کرلو۔ تو شیر محمد صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ڈاڑھی رکھنے کے بعد میرا مذاق اُڑے گا، لوگ مجھ کو حقیر سمجھیں گے لیکن ملتان کے بڑے بڑے ایس پی، کلکٹر اور ہر شخص نے میرا کھڑے ہو کر استقبال کیا اور کہا کہ واہ واہ سبحان اللہ! آپ کا چہرہ کیسا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

دین پر استقامت سے عزت ملتی ہے

دہلی میں انگریز وائسرائے سے تین مسلمان ملنے گئے، ان میں ایک ڈاڑھی والے اور نمازی نواب مولوی محسن الملک علی گڑھ کالج کے سیکرٹری تھے، انہوں نے وائسرائے کے شاہی محل کے لاؤنج میں مغرب کی اذان دی اور نماز پڑھی اور نماز کے بعد بمع اپنی ڈاڑھی کے وائسرائے کے پاس پہنچ گئے، وہ مسٹر جو مسلمان تو تھے لیکن پتلون پہنے ہوئے تھے، وہ وائسرائے کے پاس بیٹھے رہے اور نماز بھی نہیں پڑھی اور وائسرائے سے معافی مانگی کہ یہ ہمارے ساتھ جو ملّا ہے اس نے بڑی غلطی اور بے ادبی کی۔ وائسرائے کے لاؤنج میں اذان دے رہا ہے حالانکہ اس کو آپ کے حضور میں آنا چاہیے تھا مگر وہ دیر کر رہا ہے، پرانے قسم کا آدمی ہے، اولڈ فیشنڈ ہے، ماڈرن زندگی سے ناواقف ہے، لہٰذا ہم دونوں اس ملّا کی طرف سے معافی چاہتے ہیں۔ ان کی بات سن کر انگریز وائسرائے خاموش رہا، جب وہ مولوی صاحب جو علیگڑھ کے انگریزی پڑھے ہوئے تھے اذان دے کر، مغرب پڑھ کر وائسرائے کے دفتر میں آئے تو وہ کھڑا ہو گیا مولوی صاحب کو کرسی پر بٹھا کر پھر خود بیٹھا اور اس نے کہا کہ مولوی صاحب یہ کیسے گدھے بیٹھے ہوئے ہیں جو خدا کی عبادت پر ندامت اور معافی مانگ رہے ہیں، اگر آپ ان کے ساتھی نہ ہوتے تو میں ان سے ملاقات بھی نہ کرتا، ان کو ابھی اپنی بلڈنگ سے گیٹ آؤٹ کر دیتا، صرف آپ کی وجہ سے میں ان کی عزت کر رہا ہوں، یعنی ان کو شرم نہیں آتی کہ آپ خدا کی عبادت کر رہے تھے اور یہ ہم سے معافی مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے تزکیہ ہوتا ہے

آہ! دماغ میں جب لید گھس جاتی ہے تو بری باتیں اچھی لگتی ہیں اور اچھی بات بری معلوم ہوتی ہے، جیسے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بھنگی کا بھائی بھنگی پاڑے میں گھروں سے گُو کما کر گُو کے کنستروں میں اسٹاک کرتا تھا اور یہی اس کا فخر تھا، بھنگیوں کا فخر کیا ہے؟ ایک کہتا ہے کہ میں دس گھروں میں کماتا ہوں، دوسرا بھائی کہتا ہے کہ میں بیس گھروں میں کماتا ہوں، تو مجھ سے آدھا کم ہے۔ اب آپ سمجھ جائیے کہ وہ کیا چیز کماتے ہیں۔ ایک دن وہ بھنگی عطر کی دکان پر پہنچا، اس نے پہلے کبھی خوشبو نہیں سونگھی تھی، پاخانہ سونگھتے سونگھتے ناک خراب ہوچکی تھی، جب عطر کی دکان پر پہنچا تو بے ہوش ہوگیا، حکیم صاحب کی دکان قریب تھی، انہوں نے عرقِ گلاب چھڑکا، کیوڑہ چھڑکا، موتی کا خمیرہ مروارید چٹایا مگر اس کی بے ہوشی اور گہری ہوگئی کیونکہ وہ خوشبو ہی سے تو بے ہوش ہوا تھا، اس کے بے ہوش ہونے کا سبب خوشبو ہی تو تھی، کیونکہ ناک بدبو کی عادی ہوگئی تھی۔ اللہ پناہ میں رکھے، گناہ کرتے کرتے آدمی کا ذوق خبیث بن جاتا ہے، گناہ کرتے کرتے آدمی کے قلب میں ایسی بدبو اور گندگی پیدا ہوجاتی ہے کہ گناہوں کے ماحول کو تصوّرات کی دنیا میں بھی نہیں چھوڑتا، مگر اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو پاک کردیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۱)

اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے اوپر نہ ہو تو تم میں سے کوئی پاک نہیں ہوسکتا۔ اس لیے دوستو! خانقاہوں میں بھی جائیے، بزرگوں سے بھی ملئے، ذِکر اللہ بھی کیجئے مگر دو رکعات پڑھ کر اللہ سے اس کا فضل و رحمت مانگ لیجئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں فضل و رحمت نہ کروں تو نبی کے پاس رہنے والا

ابوجہل بھی ایمان نہیں لاسکتا، اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ اے نبی! آپ بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے مگراس شخص کوجس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت شاملِ حال ہو۔

صحبتِ اہل اللہ کے مفید ہونے کی شرط اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اس لیے عرض کرتا ہوں کہ بزرگوں کے بارے میں بھی یہ عقیدہ مت رکھو کہ بس بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے ولی اللہ بن جائیں گے، ان کے پاس بیٹھنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے رونا بھی پڑے گا کہ اے خدا! اس آیت میں آپ نے جوفرمایا کہ اگراللہ کافضل ورحمت شاملِ حال نہ ہوتوتم میں سے کوئی گناہوں سے پاک نہیں ہوسکتا، لہٰذا ہم جو بزرگوں کے پاس آئے ہیں تو ان کو وسیلہ اور سبب سمجھ کر آئے ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں، اگرکسی کی شادی ہو جائے تو کیا اس کے یہاں اولاد ہونا ضروری ہے؟ میاں بیوی کے تعلّقات سے کیا اولاد ہونا ضروری ہے؟ کتنے لوگ ایسے ہیں جواولاد سے محروم ہیں، ایسے ہی شیخ ومرید کے تعلّقات کے باوجود بھی بعض لوگوں کی اصلاح نہیں ہوئی کیونکہ یا تو انہوں نے بد پرہیزی کی یعنی گناہ نہیں چھوڑے یا ان میں اخلاصِ نیت نہیں تھا، محض ٹائم پاس کرنا تھا، وہ کسی کام کے قابل نہیں تھے۔

پاس جو کچھ تھا وہ صرفِ مے ہوا
اب نہ کیوں مسجد سنبھالی جائے گی

لہٰذا دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر خدا سے خدا کو مانگنے کی عادت ڈالئے، اس سے فضل ورحمت کی درخواست کیجئے کہ اے اللہ! وہ فضل ورحمت ہمیں دے دیجئے اور ہمارا تزکیہ فرما دیجیے، لیکن آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ جس کو میں چاہتا ہوں وہی پاک ہوتا ہے۔ تو وہ مشیت، اپنی وہ چاہت، اپنا وہ ارادہ ہمارے شاملِ حال فرما دیجئے پھر سب آسان ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ کا راستہ آسان ہوجائے گا۔

ذوقِ زاغیت اور ذوقِ بازِ شاہیت

تو خیر جب بھنگی کا بھائی بے ہوش ہو گیا تو اس پر حکیم صاحب نے جتنی خوشبو، عرقِ کیوڑہ اور عرقِ گلاب چھڑکا اس کی بے ہوشی اور بڑھ گئی۔ جب اس کے بھائی کو خبر ملی کہ میرا بھائی بے ہوش پڑا ہے تو وہ دوڑا ہوا آیا اور دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ظالم خوشبو کو کیا جانے، زاغ کیا جانے بازِ شاہی کے کردار کو، پاخانہ کھانے والا کوّا بازِ شاہی کی پرواز کو اور بادشاہ کے قرب کی لذتوں کو کیا جانے، وہ ظالم تو پاخانہ تلاش کرتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پیر و مرشد شمس الدّین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے صدقہ میں بازِ شاہی بن گیا تو ؎

بازِ سلطانم گشم نیکو پیم
فارغ از مردارم و کرگس نیم

اے دنیا والو! اب میں بازِ سلطان بن چکا ہوں، اپنے اللہ کا مقرب ہو چکا ہوں، میرے اخلاق اور اعمال اچھے ہو گئے ہیں، میں مردہ کھانے سے نجات پا چکا ہوں، مُردوں کی محبت سے، سڑنے والی لاشوں کی محبتوں سے، پاک ہو چکا ہوں، اب میں گِدھ نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی روحوں کو ذوقِ زاغیت سے نکال کر، کوّا پن اور گندے اعمال کی تلاش اور گندے مقامات کے ذوقِ زاغیت سے نکال کر ذوقِ بازِ شاہیت نصیب فرما دے تاکہ ہمیں بھی نمازوں میں، مناجات میں، تلاوت میں اور اللہ کے نام میں مزہ آنے لگے اور گندی باتوں سے ہمارے دل اتنے متنفّر ہو جائیں جیسے عطر کی دکان والے کو کوئی گندی بدبودار چیز سُنگھا دے تو اس کو اس بدبو سے سخت نفرت محسوس ہو گی۔

گناہ پر اصرار کرنے سے گناہ کی نفرت دل سے نکل جاتی ہے

اسی لیے بری صحبتوں سے بچنے کا حکم ہے، برے اعمال سے بچنے کا حکم اسی لیے ہے کہ اگر کسی شخص نے گناہوں سے توبہ نہ کی، چھپ چھپ کر خبیث عادتوں میں مبتلا رہا تو سمجھ لو کہ اس کی ناک میں پاکیزگی کی خوشبو نہیں آئے گی بلکہ کچھ دن میں گناہوں کی بدبو کا احساس بھی نہیں رہے گا، پھر تمہاری یہ حالت ہوجائے گی کہ اگر کوئی اللہ والا تمہیں گناہوں سے نفرت دلائے گا تو تمہارا قلب اس کا مذاق اُڑائے گا کہ ارے ان کو کہنے دو، ہمیں تو وہی بدمعاشی والے کام کرنے ہیں۔ بعض لوگوں کو گناہوں کی اتنی زیادہ عادت پڑ جاتی ہے کہ اُن کے دل سے گناہوں کی نفرت نکل جاتی ہے، گناہوں سے کراہیت نکل جاتی ہے، ان سے وحشت نکل جاتی ہے، وہ گناہوں سے، گندے گندے کاموں سے مانوس ہوجاتے ہیں۔

کانپور میں عطر والے کی لڑکی کی شادی چمڑے والے کے یہاں ہوئی، کانپور میں چمڑے کے بہت کارخانے ہیں۔ تو جب اس لڑکی نے گھر میں قدم رکھا تو چمڑے کی شدید بدبو سے فوراً قے ہوگئی اور تین روز تک کھانا نہیں کھایا گیا۔ ایک دن اس نے اپنی ساس سے کہا کہ آپ کے گھر میں تو میرا گذارہ نہیں ہوگا، اس نے جواب دیا کہ بیٹی! بس ایک ہفتے تکلیف اٹھالو، لیموں کا شربت پی لو، الائچی کھالو، پان کھالو، بس کسی طرح سے گذارہ کرلو، میں وعدہ کرتی ہوں کہ ایک ہفتے کے بعد تیری تکلیف دور ہوجائے گی۔ ایک ہفتے کے بعد اس کو بدبو آدھی محسوس ہونے لگی کیونکہ اس کی ناک بدبو کی عادی ہوگئی تھی، جب ناک عادی ہوگئی تو بدبو بھی آدھی ہوگئی، اب ساس نے کہا کہ گھبراؤ مت! ایک ہفتہ اور گذارلو، ایک ہفتے کے بعد وہ آدھی بدبو بھی ختم ہوگئی تب اس نے ساس سے کہا کہ اے میری ساس! آپ نے میرے قدموں کی کرامت دیکھی، آپ کے گھر سے بدبو

نکل گئی، ساس نے کہا کہ یہ تیری کرامت نہیں ہے، تیری ناک بدبو کی عادی ہوگئی ہے، تجھ میں سے احساسِ خوشبو ختم ہوگیا ہے، تیری ناک بدبو کی عادی ہوگئی ہے۔

گناہ کی عادت راسخ ہونے سے پہلے گناہ چھوڑ دو

ایسے ہی جو لوگ گناہوں سے نہیں بچتے، ہر گناہ کے بعد ان میں بری عادت کا رُسوخ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کے دروازہ پر ایک خاردار درخت پیدا ہوگیا تو پڑوسیوں نے کہا کہ جلدی سے اس درخت کو اُکھاڑ دو، اس نے کہا کہ جلدی کس بات کی ہے؟ پڑوسیوں نے کہا کہ جلدی اس لیے ہے کہ اگر اس کی جڑ مضبوط ہوگئی تو اسے اُکھاڑنا مشکل ہوجائے گا۔ اس نے کہا کہ دیکھا جائے گا، یہاں تک کہ اس درخت کی جڑیں گہری ہوگئیں اور اکھاڑنے والا بوڑھا ہوگیا۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں درختِ بد قوی تر می شود
بر کنندہ پیر و مضطر می شود

برا درخت یعنی بری عادتیں مضبوط ہورہی ہیں اور اس درخت کو اور بری عادتوں کو اُکھاڑنے والا، توبہ کرنے والا روحانیت کے اعتبار سے کمزور ہورہا ہے۔ اس لیے ہم سب اپنی جانوں پر رحم کریں اور جلدی سے بری عادتوں سے توبہ کرلیں۔ دیر مت کرو ورنہ یہ بری عادتیں راسخ ہوجائیں گی، نفس پہلوان ہوجائے گا اور تمہاری روحانیت لومڑی بن جائے گی۔ اور ایک چیز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جینا اور یہ کہنا کہ ذرا اور گناہوں کے مزے لے لیں پھر اکٹھی توبہ کرلیں گے، اگر ابھی توبہ کرلی تو پھر گناہوں کا مزہ کیسے ملے گا، لہٰذا دو چار سال خوب گناہ کرلو، جب بوڑھے ہوجائیں گے تو پھر تسبیح لے کر مسجد میں جا کر بیٹھ جائیں گے اور پورے ولی اللہ بن جائیں گے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے

اور یہ شخص انتہائی بے غیرت بھی ہے کہ اپنے مالک کی ناراضگی میں جینا پسند کرتا ہے، روٹی اللہ کی کھاتا ہے اور لنگوٹی شیطان کی پہنتا ہے یعنی جیسے شیطان نافرمان ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کھا کر اسی نعمت کی طاقت کو خدا کی نافرمانی میں استعمال کرتا ہے۔

حیا کی تعریف

اور یہ حیا کے بھی خلاف ہے، اس سے بڑھ کر بے حیا اور کون ہوسکتا ہے، اگر یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے شرم آتی ہے تو انتہائی جھوٹا ہے کیونکہ محدثین نے حیا کی تعریف یہ کی ہے کہ:

((فَإِنَّ حَقِيْقَةَ الْحَيَآءِ اَنَّ مَوْلَاكَ لَا يَرَاكَ حَيْثُ نَهَاكَ))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، ج:۱، ص:۱۳۵، دار الکتب العلمیۃ)

باحیا آدمی وہ ہے جس کا مولیٰ اسے اپنی نافرمانی میں نہ دیکھنے پائے، یہ ہے اصلی حیادار۔ یہ کیا کہ صاحب مجھے شرم آتی ہے، ارے تم سے بڑا بے حیا اور بے غیرت اور کون ہوگا، جو شخص گناہ سے توبہ نہیں کرتا، اس سے بڑھ کر بے غیرت کون ہوسکتا ہے چاہے وہ سیّد زادہ ہو، کتنے ہی بڑے خاندان کا ہو، دنیاوی لحاظ سے سب کچھ ہو لیکن اللہ کے نزدیک وہ سب سے بڑا بے حیا، بے غیرت ہے جو خدا کی نافرمانیوں سے توبہ نہیں کر رہا ہے، اور اللہ کی نافرمانی میں ایک سانس بھی جینے سے بڑھ کر کوئی دوزخ بھی نہیں۔ سن لیجئے! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر گرفتارِ صفاتِ بد شدی
ہم چو دوزخ ہم عذابِ سرمدی

اگر تم کسی بری عادت میں، کسی گناہ میں مبتلا ہو تو تم خود دوزخ ہو، تمہیں دوزخ تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ جس سے ناراض ہے، اللہ کا غضب اور

اس کی لعنت جس پر ہے اس کا دل کسی دوزخ سے کم نہیں ہے، اس کے دل میں چین نہیں ہے، اگر کوئی کہے کہ ہمیں تو بے چینی معلوم نہیں ہوتی، ہم تو فلم اسٹار ہیں، فلموں میں کام کرتے ہیں اور ہمیں تو کوئی بے چینی نہیں ہوتی، تو سمجھ لو کہ اس کا دل مردہ ہو چکا ہے۔ کیوں صاحب! اگر کسی مردے کو کوئی شخص جوتا مار رہا ہو تو کیا وہ چلّائے گا؟ بس سمجھ لو کہ اس شخص پر شیطان اور نفس کے جوتے پڑ رہے ہیں، اس کا دل بالکل مردہ ہو چکا ہے، اسی لیے خانقاہوں میں جانے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہاں دل کو حیات ملتی ہے، کچھ نہ سہی ندامت تو ضرور مل جاتی ہے۔

اللہ والوں سے تعلق کا ایک ادنیٰ فائدہ

حافظ عبدالولی صاحب بہرائچی مہتمم خانقاہ تھانہ بھون حکیم الامت کے خلیفہ مجازِ صحبت تھے، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضرت! میری حالت تو بہت خراب ہے، میری کوئی اصلاح نہیں ہو رہی ہے، نہ جانے قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔ حکیم الامت مجدد الملت نے اس خط کا جو جواب لکھا وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، حضرت نے لکھا تھا کہ چونکہ آپ خانقاہ سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں لہٰذا اگر آپ کامل نہ ہوئے تو تائبین میں سے ضرور ہو جائیں گے، اللہ والوں کی صحبت سے ندامت اور توفیقِ توبہ ضرور مل جاتی ہے، لہٰذا ان شاء اللہ تعالیٰ بہت اچھا حال ہوگا، اہل اللہ سے تعلق رکھنے والے قیامت کے دن کاملین میں سے نہ اٹھائے گئے تو تائبین میں ضرور شامل ہو جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ تجربے کی باتیں ہیں، بزرگوں کے پاس جو رہتا ہے اس کی روح کو خوشبو تو مل جاتی ہے، اور جو خوشبو کے ماحول میں رہے گا تو بدبو سے ضرور نفرت پیدا ہوگی، صحبت کا یہ اثر ہوتا ہے۔

مجلسِ شیخ کا ایک ادب

مفتی نصیر احمد صاحب کانپور میں مفتی ہیں، ان کے والد حاجی بشیر صاحب حکیم الامت کے عاشقوں میں سے تھے اور حکیم الامت کو مسلسل غور سے دیکھتے تھے، حضرت کو یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ کوئی مسلسل حضرت کو دیکھے تو حکیم الامت نے ایک دن فرمایا کہ حاجی صاحب! آپ ہم کو دیکھئے مگر مسلسل نہ دیکھئے، کبھی دیکھ لیجئے اور کبھی نظر نیچی کر لیجئے، آپ جو ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کرتے ہیں تو اس سے میرے دل پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ حاجی صاحب اس وقت تو خاموش ہو گئے لیکن جب اپنے گھر آئے تو حضرت کو خط لکھا کہ۔

من عاشقِ معشوق مزاجم چہ کنم

میں تو آپ کا عاشق ہوں، اپنے مزاج کا کیا کروں؟ یعنی مجھے مسلسل دیکھنے سے مستثنیٰ کر دیجئے، اجازت دے دیجئے۔ اس پر حضرت نے لکھا۔

من قاتلِ معشوق مزاجم چہ کنم

میں معشوق کو قتل کر دیتا ہوں، اپنے مزاج کا کیا کروں؟ یعنی میں اپنا قانون نہیں بدلوں گا۔

عشقِ شیخ میں کیمیا کا اثر ہے

اسی طرح خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تھے تو حضرت اپنی نظر ہٹا لیتے اور جب خواجہ صاحب نیچے دیکھتے تھے تب حضرت انہیں دیکھتے۔ اس مضمون کو خواجہ صاحب نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب کر کے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

یوں نظر تو مجھ پہ ڈالی جائے گی
جب میں دیکھوں گا ہٹالی جائے گی
اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
پھر ان کا مجھے اک نظر دیکھ لینا

خواجہ صاحب کانپور میں ڈپٹی کلکٹر تھے، ایک مرتبہ حکیم الامت ان کے یہاں مہمان تھے، جب حکیم الامت تانگے پر بیٹھ کر واپس جانے لگے تو خواجہ صاحب ننگے پیر ان کے پیچھے دوڑنے لگے، انہیں یہ احساس بھی نہ رہا کہ میں شہر میں ڈپٹی کلکٹر ہوں، عشق جو ہے دیوانہ کرتا ہے، ننگ و ناموس کو پاش پاش کرتا ہے لہٰذا خواجہ صاحب نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے جاتے وقت یہ شعر پڑھا ۔

دلرُبا پہلو سے اٹھ کر اب جدا ہونے کو ہے
کیا غضب ہے کیا قیامت ہے یہ کیا ہونے کو ہے
کرتے جاؤ آرزو پوری کسی ناشاد کی
اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

اس محبت کا نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے بڑے علماء خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ پیر کی محبت کیمیا کا کام کرتی ہے، بشرطیکہ سچا پیر ہو، سنت اور شریعت کا پابند ہو، آپ کی جیبوں کو ٹٹولنے والا نہ ہو، نذرانے اور مرغے نہ مانگتا ہو، کالا بکرا نہ مانگتا ہو کہ کالا بکرا اور کالا مرغا لاؤ گے تب تمہاری کالی بلا جائے گی کیونکہ کالی بلا میں نگل لیا کرتا ہوں۔ آج کل کے پیر اس قسم کے ہیں، لہٰذا پیر شریعت اور سنت کا پابند ہو، اللہ کے لیے آپ کو دین اور خدا کی محبت سکھاتا ہو۔

پیر کس کو بنانا چاہیے؟

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے نواسے تھے، سلطان خوارزم کے

نواسے تھے، مولانا رومی عام آدمی نہیں تھے، اتنے بڑے عالم تھے کہ سینکڑوں علماء ان کی پالکی کے پیچھے پیچھے پیدل چلتے تھے لیکن اللہ کی محبت سیکھنے کے لیے جب شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو بجائے اس کے کہ ان کا بستر کوئی اٹھائے، اپنے شیخ کا بستر سر پر رکھ کر جنگل جنگل گھومنے لگے، تو شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شمس الدین تبریزی سے کس وجہ سے بیعت کی؟ میں نے شمس الدین تبریزی کو پیر کیوں بنایا؟ ؎

من غلامے آں کہ نفروشد وجود

جز بآں سلطان باافضال وجود

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں نے شمس الدین تبریزی کی غلامی اس لیے کی، میں نے ان کو اس لیے ولی اللہ سمجھا کیوں کہ وہ اپنے وجود کو دنیا میں کسی چیز سے نہیں بیچتے، نہ سلطنت سے، نہ تخت و تاج سے، نہ وزارتِ عظمیٰ سے، نہ قربانی کی کھالوں سے، نہ سیٹھوں کی خوشامدوں سے، میرا پیر شمس الدین تبریزی کسی چیز سے اپنے کو فروخت نہیں کرتا بلکہ اللہ کے ساتھ اپنی زندگی کا سودا کرتا ہے، ایسا شخص پیر بنانے کے قابل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب علیگڑھ کے نواب چھتاری کے یہاں مہمان ہونے والے تھے اور ریلوے اسٹیشن پانچ دس میل دور رہ گیا تھا تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی ٹوپی کچھ میلی ہوگئی ہے اور کرتہ زیادہ سفید ہے، ان میں ذرا تناسب نہیں ہے، اجازت

دیجیئے تو دوسری ٹوپی پیش کردوں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں اسی ٹوپی سے نماز پڑھ رہا ہوں، کیا اب نواب صاحب کو دکھانے کے لیے ٹوپی بدل لوں؟ میں ایسے ہی چلوں گا۔ میں نے بڑے بڑے نوابوں کو دیکھا کہ حضرت کے سامنے کانپتے تھے، لنگی باندھنے والے اور کرتے کے بٹن کھلے رکھنے والے کے سامنے ان کی آوازوں میں کپکپی پیدا ہوجاتی تھی۔

بڑی مونچھیں رکھنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی

کوئی اللہ والا بن کر تو دیکھے کہ کیا عزت ملتی ہے، یہاں لوگ مونچھیں بڑھا کر اپنی عزت چاہتے ہیں، کیوں صاحب! کیا مونچھوں کے اندر عزت ہے؟ کیا مونچھ میں یہ طاقت ہے کہ وہ عزت دے سکے؟ بخاری شریف کی حدیث ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔ اس حدیث کو شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اوجز المسالک میں نقل کیا ہے جو چودہ جلدوں میں موطا امام مالک کی شرح ہے۔ دنیا میں جو بڑی بڑی مونچھیں رکھے گا قیامت کے دن اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہیں ملے گی اور ایسے لوگ حوضِ کوثر پر بھی نہیں آئیں گے۔

حج فرض ہونے کے بعد ادا نہ کرنے پر وعید

دوستو! اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ مت سوچو کہ اگلے سال حج کرلیں گے، جب حج فرض ہوجائے تو فوراً حج کرلو کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جس پر حج فرض ہو پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے۔ بتائیے! کتنا سخت معاملہ ہے۔ بس جس وقت اللہ کا جو حکم ہے اس پر عمل کرنے

کے لیے کسی چیز کا انتظار مت کرو کیونکہ ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

کیا معلوم اچانک ایمرجنسی ویزا آجائے، رات کو اچھے خاصے سوئے صبح معلوم ہوا کہ ختم ہوگئے، آج کل ایمرجنسی ویزے آرہے ہیں لہٰذا ہوشیار ہوجاؤ، جس کے ذمہ قضاءِ عمری ہو وہ تمام قضا نمازیں ایک ایک کرکے ادا کرنا شروع کردے، جس کی ڈاڑھی غیر شرعی ہو وہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لے، ایک مٹھی ڈاڑھی تینوں طرف سے رکھنا واجب ہے، اور جس نے ڈاڑھی نہ رکھی ہو وہ رکھ لے، جس کی خشخشی ڈاڑھی ہو جیسے خشخاش کے دانے ہوتے ہیں اسی سے اس کو مناسبت ہے، وہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لے، جس پر جو احکام واجب ہیں ان کو بجالائے تاکہ فائل صاف رہے تاکہ جب خدا بلا لے تو یہ نہ کہنا پڑے:

﴿رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○﴾

(سورۃ المنافقون، آیت:۱۰)

اے میرے رب! تھوڑی سی مہلت دے دیں، ابھی روزہ باقی ہے، ابھی زکوٰۃ نہیں دی، ابھی حج نہیں کیا، تو جب بندہ یہ کہے گا کہ تھوڑی مہلت دیجئے میں خیرات زکوٰۃ ادا کردوں اور صالح بن جاؤں، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○﴾

(سورۃ المنافقون، آیت:۱۱)

جب موت کا وقت آئے گا تو اللہ کسی کو ایک سانس کی زندگی بھی نہیں دے گا۔

بابا فرید الدین عطار کے جذب کا واقعہ

اس لیے دوستو! ہوشیار ہو جاؤ، توبہ کر کے اپنی روح کو پاک صاف رکھو تا کہ اللہ جب چاہیں بلالیں۔ بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک اللہ والا کمبل پوش فقیر آیا، اس نے کہا کہ اے بابا فرید الدین عطار! تو دواخانہ چلا رہا ہے، مرتبانوں میں شربتِ بنفشہ اور گلِ سپستاں کی جو چٹنیاں رکھی ہیں تو یہ ساری چیزیں چپکنے والی ہیں، ان چپکنے والی چیزوں سے چپک کر تیری روح کیسے نکلے گی؟ تو بابا فرید الدین عطار نے کہا کہ جیسے تیری روح نکلے گی ویسے میری نکلے گی۔ اس وقت بابا فرید نے اس کو پہچانا نہیں تھا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے، اس نے کہا کہ اچھا دیکھو میری روح کیسے نکلتی ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں یہ قصہ بیان کیا کہ وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا اور اس کی روح نکل گئی، تھوڑی دیر میں دیکھا تو اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تھا، بس انہوں نے اسی وقت دواخانہ کو فقیروں پر قربان کر دیا اور اسی وقت اللہ کا راستہ طے کیا اور اتنے بڑے ولی اللہ بن گئے کہ مولانا رومی جیسے لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔ اللہ کی طرف سے جب ہدایت کا وقت آجاتا ہے تو اس کا دل خود اللہ کی طرف کھنچنے لگتا ہے، گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ الٰہ آباد کے ایک بڑے اللہ والے شاعر جو میرے شیخ کے بھی شیخ ہیں، ابھی زندہ ہیں، ان کا نام مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم ہے، وہ فرماتے ہیں ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کے دن اچھے ہونے ہوتے ہیں، جس کی تقدیر اچھی ہونی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ پھر اسے اپنا بنانا شروع کر دیتے ہیں اور کیسے معلوم ہوگا مجھے وہ اپنا بنا رہے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اور مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

چوں زنم دم کاتش دل تیز شد
شیر ہجراں شفتہ و خوں ریز شد

وہ رات کے وقت اس دل میں آگ لگاتے ہیں، میں اللہ پر کیسے صبر کر سکتا ہوں جبکہ میرے دل میں اللہ کی جدائی کی آگ لگی ہوئی ہے، میری جدائی کا دودھ ابلتا ہوا خون ہو رہا ہے، بس بندہ اس وقت سستی اور کاہلی چھوڑ کر، سستی اور کاہلی کو بالائے طاق رکھ کر فوراً وضو کر کے تلاوتِ قرآنِ کریم شروع کر دیتا ہے، تسبیح لے کر اللہ کا ذِکر شروع کر دیتا ہے، یہی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو چاہتے ہیں۔

زندگی کی ہر سانس کی قدر کرلو

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، جو صحابی کو دیکھ لے اسے تابعی کہتے ہیں، انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ اس وقت مجھ کو اللہ تعالیٰ یاد فرما رہے ہیں، شاگرد نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یاد کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

﴿فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ تو میں اللہ کو یاد کر رہا ہوں، یہ دلیل ہے کہ وہ ہم کو یاد کر رہے ہیں کیونکہ قرآن پاک غلط نہیں ہوسکتا، جس کو اللہ یاد کرتا ہے، اس کی علامت یہی ہوتی ہے کہ وہ فوراً تسبیحات میں لگ جاتا ہے، ذکر اللہ میں لگ جاتا ہے اور جو لوگوں کے ساتھ گپ شپ میں، غفلت میں وقت گذارتا ہے، جیسے کوئی غلام اپنے مالک سے دور ہو اور غلاموں میں قوام لگا لگا کر پان کھاتا ہو اور

کھلاتا بھی ہو، گپ شپ کرتا رہتا ہو، اس غلام کی کیا قیمت ہے، چند غلام اس کے پاس بیٹھے ہیں، ارے زندگی کی سانسوں کی قدر کرلو، موت جب آئے گی تو یہ بندے آپ کے دل بہلانے کے کام نہیں آئیں گے، سوچ لو اس کو، اگر اللہ کے لیے اپنے وقت کو تنہائیوں میں اللہ کے ساتھ مشغول کرلو اور اگر تنہائی نہیں ملتی تو سب کے سامنے انہیں یاد کرنا شروع کر دو، ان کا نام لینا کوئی جرم تھوڑا ہی ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا اگر اللہ کا نام لینے پر کوئی تھانہ میں رپورٹ لکھواتا ہے کہ اکبر اس زمانہ میں خدا کا نام لیتا ہے تو میں یہ شعر پڑھوں گا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ریا کی حقیقت

تو مجمع میں اللہ کا نام لینا شروع کر دو، اگر مجمع آپ کو نہیں چھوڑتا تو بھی آپ اللہ کو نہ چھوڑیئے، آپ سب کے سامنے اللہ کا ذِکر شروع کر دیں، ہوسکتا ہے کہ آپ کی توفیق سے ان کو بھی توفیق ہو جائے۔ ریا ایسے ہی نہیں چپکنے لگتی ہے، کسی کے دیکھنے سے ریا نہیں ہوتی جب تک کہ دکھانے کی نیت نہ ہو۔ اب اگر گھر میں رشتے دار آئے ہوئے ہیں تو انہیں کہاں بھگاؤ گے، لہٰذا اگر اشراق کا وقت ہے تو اشراق پڑھ لو، تسبیح کا وقت ہے تو تسبیح پڑھ لو، تلاوت کرلو، رشتہ دار بھی کہیں گے کہ ہاں اس کا کہیں اور بھی رشتہ ہے، آپ سے سبق لے کر جائیں گے اور اگر سب کچھ چھوڑ دیا تو سمجھ لو کہ ابھی یہ کچا ہے، جب اس کے پاس کوئی نہیں ہوتا تب یہ خدا کو یاد کرتا ہے، جیسے شاعر کہتا ہے۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

یہ کیسی محبت ہے کہ دوسروں کی موجودگی میں اللہ کو بھول جاؤ، اگر وہ شاعر زندہ ہوتا تو میں اس کو اپنا یہ شعر پیش کرتا ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

اللہ والے اپنی ڈاکٹری، اپنی تجارت، اپنے دنیاوی کاموں میں بھی خدا کے ساتھ رہتے ہیں، اللہ والے جسم کے اعتبار سے آپ کے ساتھ ہیں مگر اپنی روح کے اعتبار سے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں، ان کی روحانیت کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے، اگر ہم آپ اندازہ لگاتے ہیں تو اس نابینا بڑھیا کی طرح لگاتے ہیں جس نے بازِ شاہی کے ناخن کاٹنے شروع کردیئے، اس کے پر کاٹنے لگی، خدا نہ کرے کہ ہماری جان نابینا بڑھیا کی طرح ہوجائے اور ہم اللہ والوں کو پہچاننے میں نامراد اور نالائق ثابت ہوں، خدائے تعالیٰ سے مانگو کہ اے خدا! ہمیں بینائی عطا فرما کہ ہم آپ کے مقبول بندوں کو پہچان لیں، ہمیں اپنے مشایخ اور اپنے بزرگوں کو پہچاننے کی آنکھیں عطا فرما، اے خدا! آپ کے یہاں ان کی جو قدرومنزلت ہے اس کا انکشاف کردے تاکہ ہم ان سے زیادہ فیض حاصل کرسکیں۔

اللہ کا نام لینے سے شروع میں وحشت کیوں ہوتی ہے؟

تو میں عرض کررہا تھا کہ بھنگی کا بھائی جو بے ہوش پڑا تھا، بدبو سونگھنے والوں کو خوشبو سے گھبراہٹ ہوتی ہے، وحشت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو آپ نے گھنٹوں دوستوں میں گپ شپ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا مگر اللہ کا نام لینے سے انہیں وحشت کیوں ہے؟ معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے زیادہ موانست ہوچکی ہے، دل غیر اللہ سے محبت کا عادی ہوچکا ہے۔ جب کہ اللہ والوں کا کیا مقام ہوتا ہے؟ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غنیمت سمجھو کہ میں تم لوگوں کو

ڈھیلے نہیں مارتا یعنی اپنا وقت تمہیں دیتا ہوں ورنہ دل چاہتا ہے کہ مجمع کو بھگا دوں اور اللہ کے ساتھ مشغول رہوں۔ خواجہ صاحب کے ایک شعر پر حکیم الامت نے فرمایا تھا کہ دل چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو خواجہ صاحب آپ کو پیش کر دیتا۔ تو معلوم ہوا حکیم الامت کا مقام اس شعر کے مطابق تھا، وہ شعر تھا ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اور خواجہ صاحب کا ایک شعر یہ بھی ہے ؎

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد اُن کی دلنشیں ہوتی

اپنی جوانی کو خدا پر فدا کر دو

جوانو! اپنی جوانیوں کو خدا پر قربان کر دو۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے گورنر تھے، اٹھارہ سال کی عمر میں ان کے چہرے پر ایک بال بھی نہیں تھا اور انہوں نے جنگ بدر بھی لڑی تھی، اللہ پر جان دینے کے لیے اپنے کو پیش کر دیا تھا، تین سو تیرہ مجاہدین میں وہ بھی شامل تھے۔ آج کل سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان ٹیڈیوں کے چکر میں رہتے ہیں، بے ضرورت کلفٹن کی سیر ہو رہی ہے، الفیسٹن اسٹریٹ کے چکر لگ رہے ہیں، نامحرم عورتوں کی تصویریں دیکھ رہے ہیں، اخبارات سے بھی آنکھیں خراب ہو رہی ہیں، یہ کوئی جوانی ہے جو مٹی پر مٹی ہو جائے، جس انسان کی مٹی مٹی پر مٹی ہوتی ہے اس کی مٹی پلید ہوتی ہے اور قیامت کے دن اس کی کچھ قیمت نہیں، قبرستان میں جا کر اس کی مٹی دیکھ لو، قیامت تو جب آئے گی تب آئے گی، ابھی قبرستان میں جا کر دیکھ

لواور جس کی موت آ گئی اس کی قیامت آ گئی:

((مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ))

(تهذيب الآثار للطبری، ذکر قول القائلين، اما هذا فقد قامت قيامته)

جس کو موت آ گئی اس کی قیامت آ گئی، جا کر دیکھو قبرستان میں کہ ٹیڈیوں کا کیا حال ہے، ان کے چکر میں پھرنے والوں کا کیا حال ہے، دونوں کی قبریں کھود کر دیکھو، تمہیں ان کی آنکھیں بھی نہیں ملیں گی، کالے بال، گورے گالوں کا پتہ ہی نہیں ہوگا، اگر کچھ بچا بھی ہوگا تو کیڑے کھا رہے ہوں گے، ان کی لاش سے ایسی بدبو اٹھے گی کہ تمہیں قے ہو جائے گی، سر پیٹ کر سر پر پیر رکھ کر وہاں سے بھاگو گے۔ میں اپنے جوان دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ، خدا کے لیے اپنی جوانی کو خدا پر فدا کر دو اور جن کی جوانی گزر چکی ہے وہ اپنی ادھیڑ عمر کو خدا پر فدا کر دیں، جب بھی آنکھیں کھل جائیں تو اللہ کریم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔

پیر چنگی کے جذب کا واقعہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کا قصہ ہے، پیر چنگی نام کا ایک آدمی تھا جو گانا گا کر کمایا کرتا تھا، جوانی میں اس کی آواز اچھی تھی، حسین بھی تھا، جس طرف جاتا تھا لوگ جمع ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کے لیے کباب اور حلوہ لے کر آتا ہوں، ابھی ٹھہرو، ذرا اور گانا سناؤ، لیکن جب وہ بوڑھا ہو گیا، آواز کوّے کی طرح خراب ہو گئی جیسے طبلہ پھٹ جائے تو بھد بھد آواز نکلتی ہے، تو جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کو دیکھ کر سب کہتے تھے کہ توبہ توبہ کہاں سے بوڑھا آ گیا اور اس سے بھاگنا شروع ہو گئے، یہاں تک نوبت آ گئی کہ جس کو حلوے کباب ملتے تھے اس کو فاقے ہونے لگے، ایک دن روتے روتے مدینہ منورہ کے قبرستان میں گیا اور ایک قبر جو گر گئی تھی اس میں لیٹ گیا اور اللہ سے رونے لگا، کہنے لگا کہ اے اللہ! میں آج آپ کو اپنا بھجن

سناؤں گا کیونکہ دنیا نے مجھ سے بے وفائی کی ہے، جب میں خوبصورت تھا، جب میری آواز اچھی تھی دنیا مجھے حلوہ کباب پیش کرتی تھی، جب میری آواز خراب ہوگئی اب دنیا سننے کے لیے تیار نہیں ہے، مجھے فاقے ہورہے ہیں، لیکن آپ نے مجھے پیدا کیا ہے، مجھے امید ہے کہ آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ اولاد کیسی ہی لنگڑی لولی ہو، فالج گر گیا ہو، پاگل ہو، بیوقوف ہو، ساری دنیا کے ڈاکٹر اسے بے وقوف لکھ دیں، لیکن کیا ماں باپ اس بیٹے کو چھوڑ دیتے ہیں، تو ماں باپ کی یہ رحمت مخلوق ہے، تمہیں خالق کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماؤں کو محبت کرنا میں نے سکھایا ہے تو میری شمعِ محبت کا کیا حال ہوگا، جب ماؤں میں تھوڑی سی محبت رکھ دی کہ بچوں کے لیے پاگل رہتی ہیں تو میری محبت کا کیا حال ہوگا۔ تو جب اس نے یہ کہا کہ میری شکل اور آواز خراب ہوگئی تو ساری دنیا نے مجھے چھوڑ دیا تو اللہ کی محبت کو رحم آگیا۔ مولانا رومی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا، مثنوی کو ساری دنیا کے علماء سرآنکھوں پر رکھتے ہیں، ایسی مستند کتاب کے حوالے سے آپ کو یہ قصہ سنا رہا ہوں، میں نے خود مثنوی کی شرح لکھی ہے جس کو آپ علماء کے سرہانے پائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، بڑے بڑے علماء نے اس پر تقاریظ لکھی ہیں، اس کو قبول فرمایا ہے۔

تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ایک بوڑھا بندہ ہے، وہ گانا بجانے میں مست ہے، مجھ کو گانا سنا رہا ہے، مخلوق سے مایوس ہو چکا ہے، اے عمر! اس کے پاس کوڑا لے کر مت جانا، اسے کوڑا مت مارنا، اگرچہ نادان ہے لیکن اب میرا بن چکا ہے، جاؤ بیت المال سے

پیسہ لے کر جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارے رب نے تمہیں سلام کہا ہے اور وہ تمہاری خراب آواز کو خریدنے والا ہے، جب تم کو ساری دنیا نے چھوڑ دیا تب تمہارا مولیٰ، تم کو پیدا کرنے والا تمہیں نہیں چھوڑ رہا ہے، یہ پیسہ تمہیں بیت المال سے ہر مہینہ ملے گا، فکر مت کرو، مخلوق تمہیں لات مارتی ہے تو تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبر کو جھانک کر دیکھا، جب اس نے حضرت عمر کو دیکھا تو کانپنے لگا کہ ہائے اب تو یہ ہمیں کوڑے ماریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ڈرو مت، جس کو خدا اسلام کہلائے عمر کی کیا جرأت ہے کہ اس کو کوڑے مارے، فکر مت کرو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آئندہ تم کو بیت المال سے پیسے ملتے رہیں گے، اللہ کی طرف سے تمہارا وظیفہ مقرر ہو گیا ہے، خدا نے تمہاری خراب آواز کو خرید لیا ہے لہٰذا اب فکر مت کرو۔ اس نے یہ سنتے ہی اسی وقت پتھر اٹھایا اور اپنے گانے بجانے کے آلات کو چکنا چور کر دیا، ریزہ ریزہ کر دیا اور وعدہ کیا کہ اے عمر! رضی اللہ عنہ میں توبہ کرتا ہوں، گواہ رہنا میں اب اپنے مالک کو ناراض نہیں کروں گا، وہ ایسا کریم مالک ہے جو میری نافرمانی کی حالت میں بھی مجھے فراموش نہیں کر رہا ہے، میں جانتا ہوں کہ سارنگی اور گانا بجانا شریعت میں حرام ہے، لیکن جب مخلوق نے مجھ کو چھوڑ دیا تو میں نے اپنے اللہ کو اپنا بھجن سنایا اور اس مالک نے گناہ کی اس حالت میں بھی میری آہ اور فریاد کو قبول فرمایا لہٰذا میں اس سارنگی کو توڑتا ہوں، چنانچہ پتھر سے سارنگی کو توڑ دیا، چکنا چور کر دیا اور اسی وقت توبہ کر کے اللہ کا ولی بن گیا، اس کا نام جذب ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر جو میں سنا رہا ہوں، میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو بہت ہی عجیب انداز میں پڑھتے تھے، مولانا رومی اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم کے اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں ؎

پیر چنگی کے بود خاصِ خدا
حبّذا اے جذبِ پنہاں حبّذا

چنگ بجانے والا، گانا گانے والا گناہ میں مبتلا اللہ کا خاص بندہ کیسے ہوسکتا تھا، اے اللہ! تیری اس شانِ جذب کے لیے سینکڑوں تعریفیں ہیں، تو جس کو چاہتا ہے جذب کرلیتا ہے، پوشیدہ طور پر آپ نے اس کی روح کو جذب فرمایا، جبھی تو یہ مخلوق سے کٹ کر آپ سے جڑ گیا۔

تو دوستو! چنگ بجانے والا اللہ کا ولی کیسے ہوسکتا تھا، اے اللہ! یہ تیرا جذب ہے جس کو تو چاہے کھینچ لے اور اپنا بنالے، جس کو اللہ اپنا ولی بناتا ہے اسے اپنے دوستوں کے اخلاق و اعمال اور اپنے دوستوں جیسا دل خود عطا کردیتا ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ جب کسی کو کمشنر بنایا جاتا ہے تو حکومت اسے ٹیلی فون اور کار دیتی ہے یا نہیں؟ پہلے کمشنری ملتی ہے بعد میں یہ سب چیزیں ملتی ہیں، اللہ جس کے دل کو اپنی محبت کے لیے قبول کرتا ہے، اس کو اپنی محبت والے اعمال و اخلاق اور اپنے اولیاء کا دل بھی دیتا ہے۔

جب اللہ مل جائے گا تو ہر شے مل جائے گی

اس لیے دو رکعات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگو اور کسی دن ناغہ مت کرو، اگر وتر سے پہلے دو رکعات پڑھ لو تو یہ تہجد ہوجائے گی، وتر سے پہلے دو رکعات توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ اے خدا! میں توبہ کرتا ہوں کہ میں نے جتنے بھی گناہ کیے ہیں، آپ کی نافرمانی والے اعمال کیے ہیں، اپنے نفس کی لذت کے لیے آپ کے غضب کو خریدا ہے غرض جتنی حرام لذتوں کو امپورٹ کرکے آپ کو ناراض کیا ہے، میں اپنی اس نالائقی سے شرمسار ہوکر توبہ کرتا ہوں۔ پھر دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ سے کہہ دو کہ میری حاجتیں بہت ہیں، آپ ہم کو کینسر سے بچائیے، فالج سے بچائیے، اندھا ہونے سے بچائیے، ہر بری بیماری سے بچائیے، ہم کو بھی نیک بنائیے اور ہمارے بچوں کو بھی دیندار اور نیک بنائیے۔ ساری حاجتیں مانگ کر آخر میں ایک حاجت اور مانگ لو

کہ ہم آپ سے آپ کو مانگتے ہیں، اے خدا! ہم آپ سے آپ کو مانگتے ہیں۔ اللہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے، انہوں نے غلافِ کعبہ پکڑ کر یہ مانگا تھا۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

اے خدا! میں تجھ سے تجھ ہی کو مانگ رہا ہوں۔ جب اللہ مل جائے گا تو ہر شے مل جائے گی۔

جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت

اس لیے کہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ دل کو پیار کرتا ہے تو قلب میں بے شمار لذتیں آئیں گی، بے شمار لیلائیں دل میں آتی ہیں، بے شمار حوروں کا رقص ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نام کے صدقہ میں جنت اور دنیا دونوں جہان کی نعمتوں کا نچوڑ، خلاصہ اور کیپسول دے دیتا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔

آدما معنیِ دلبندم بجو
ترک قشر و صورتِ گندم بگو

اے آدم کے بیٹو! گیہوں کو چھوڑو، گیہوں کے چھلکوں کو چھوڑو، میرے لذیذ نام کی لذت کو تلاش کرو۔ اللہ چاہے تو ہمارے دل کو اسبابِ عیش کے بغیر خوش اور مست رکھ سکتا ہے اور اگر چاہے تو خوشیوں کے اسباب میں اتنا غمزدہ رکھے کہ خودکشی کی نوبت آجائے، خوشی اللہ کے قبضہ میں ہے جو خوشی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور گناہ کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ گنہگار اپنا دل خوش کرلے۔ لیکن دوستو! اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر کے دل خوش کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا، بدحواس ہو جاؤ گے،

عرق بید مشک پینا پڑے گا، خمیرہ ابریشم کھانا پڑے گا، افتیمون ولایتی پینا پڑے گا، دل میں اختلاج ہوگا اور آخر میں لوگ زہر سنکھیا کھا کے مرجاتے ہیں، خودکشی کی نوبت آجاتی ہے، لیکن کسی ولی اللہ نے آج تک خودکشی نہیں کی، اللہ کے دوستوں نے کبھی خودکشی نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو غموں میں بھی چین سے رکھتے ہیں، اگر ان کا بیٹا بیمار ہوگیا یا کوئی بھی بیماری آگئی تب بھی ان کے دل کا چین قائم رہتا ہے، اب میرا ایک شعر سن لیجئے ؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اللہ کی محبت کے غم کا ایک ذرّہ بھی مل جائے تو ساری دنیا کے غم لومڑی کی طرح بھاگ جاتے ہیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جادوگروں کے سب سانپ اور بچھوؤں کو نگل گیا تھا، ایسے ہی اللہ کی محبت کا اژدھا دنیا کے سارے سانپ بچھوؤں کے غم کو نگل جاتا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اللہ کی محبت کا غم انبیاء اور اولیاء کا حصہ ہے

دوستو! یہ غم اولیاء اور انبیاء کا ہے، ٹیڈیوں کا غم تو بدمعاشوں کو بھی ملتا ہے، حسین عورتوں کا غم فرعون اور نمرود کو بھی مل سکتا ہے، کافروں کو بھی مل سکتا ہے، انگریز بھی عشق بازی جانتا ہے، ہندو بھی عشق بازی کرسکتا ہے، لیکن اللہ کی محبت کا غم انبیاء اور اولیاء، اللہ کے دوستوں کا حصہ ہے، اللہ کے غم کی بدولت دونوں جہان کے غموں سے نجات ملتی ہے۔ لہٰذا اللہ والوں سے اللہ کی محبت کو سیکھو، اپنی ناک سے بدبودار چمڑا سونگھنے کی یا پاخانہ سونگھنے کی عادت کو یک لخت ختم کردو،

تو میں وہ بھنگی کے بھائی کا قصہ عرض کررہا تھا۔ جب خوشبو سُنگھانے اور خمیرہ چٹانے سے اس کی بے ہوشی اور بڑھ گئی تو اُس کا بھائی دوڑا ہوا آیا۔ دیکھا کہ لوگ اُس کو طرح طرح کی خوشبو سُنگھا رہے ہیں۔ وہ تمام معاملہ سمجھ گیا، اُس نے سب کو ہٹا کر کُتے کے پاخانہ کی بتی بنائی اور اپنے بے ہوش بھائی کی ناک میں ڈال کر دماغ تک چڑھا دی۔ بس اُس کا بھائی اٹھ کر بیٹھ گیا کیونکہ اس کی ناک بدبو کی عادی ہوگئی تھی اللہ پناہ میں رکھے، گناہ کرتے کرتے آدمی کا دل گناہوں کی بدبو کا عادی ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس بدبو کو کبھی چھپ کر بھی مت سونگھو، ورنہ دیر سے پاک ہوگے اور ہوسکتا ہے پاک ہونے سے پہلے موت آجائے تو دوزخ میں پاک ہونا پڑے گا، سمجھ لو اس کو۔ اگر گناہِ کبیرہ سے توبہ نہیں کی تو دوزخ میں پاک ہونا پڑے گا اِلّا یہ کہ اللہ کسی کو اپنی رحمت سے بخش دے۔

اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ یہی دعا کیجئے، میں بھی کرتا ہوں اور آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اے خدا! اختر جو خطاب کررہا ہے، اس کی زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو جائے اور میرے دوستوں کو بھی ایسا ایمان و یقین عطا فرمایئے، مجھ کو بھی اور میرے بچوں کو اور میرے گھر والوں کو بھی ایسا ایمان و یقین عطا فرمایئے اور اپنے نام کی ایسی مٹھاس عطا فرمایئے کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو کر ہماری زندگی قیمتی بن جائے اور ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گذرے، اگر عورتوں پر نظر پڑ جائے فوراً نظر ہٹالو، اس حالت میں ایک سانس بھی مت جیو کہ الّو کی طرح عورتوں کو دیکھتے رہو، اگر ایک سانس بھی گناہ کے لیے ٹھہر گئے، ایک سیکنڈ بھی گناہ کرلیا تو سمجھ لو کہ یہ لمحۂ حیات اللہ کی لعنت سے ملوث ہوگیا، کیونکہ بدنظری کرنے والے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا ہے۔

خدا کو ناراض کر کے کہیں پناہ نہیں مل سکتی

ہر گناہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے کہ کسی گناہ سے چین نہیں ملتا، جس سے

اللہ ناخوش ہوں وہ خوش رہ سکتا ہے؟ آپ دیکھو کہ زمیندار کسان سے کہا کرتے ہیں کہ میں نے تم کو زمین دی، اس زمین میں بسایا اور تم میرے خلاف ووٹ دے رہے ہو، ہوشیار ہو جاؤ، اب میں تمہیں اپنی زمین پر نہیں رہنے دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زمین پر کوئی اللہ کو ناخوش کر کے کیسے خوش رہ سکتا ہے؟ اللہ کی زمین اور اللہ کا آسمان ہے، یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے، کہاں سیاسی پناہ لو گے؟ کیا اللہ کے خلاف شیطان و نفس تم کو پناہ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگئے، جب خدا کا عذاب پکڑتا ہے تو ایسے ایسے مرض میں آدمی مبتلا ہو جاتا ہے، اگر بد نظری نہیں چھوڑی، ٹیڈیوں کے چکر، حسینوں کے چکر نہیں چھوڑے تو اگر خدانخواستہ خدا نے کینسر پیدا کر دیا تو کیا ہوگا، فالج گر گیا تو کیا ہوگا، سُکھ میں اللہ کو یاد کر لو تاکہ دُکھ میں اللہ تعالیٰ تمہیں یاد کریں۔ یہ حدیث ہمیشہ سامنے رکھو:

((اُذْكُرُوا اللّٰهَ فِي الرَّخَاءِ يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ))

(مصنف ابن ابی شیبۃ)

اپنے خدا کو سُکھ میں یاد رکھو، تکلیف میں اللہ تعالیٰ تم کو یاد رکھیں گے، کم سے کم ظاہری شکل تو جلدی بنالو، یہ لبوں کے کناروں کو مونچھوں سے چھپانا حرام ہے، اگر تھوڑی تھوڑی مونچھیں رکھتے ہو تو یہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ تو کھول دو، فرسٹ ڈویژن تو یہی ہے کہ قینچی سے مونچھیں بالکل صاف کر دو، مگر استرا یا بلیڈ چلانا بعض علماء نے بدعت لکھا ہے، یہ نہ سوچو کہ ڈاڑھی نہیں رکھی تو مونچھ ہی رکھ لیں، ایک نیک کام تو کر لو، ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کا ذریعہ بن جائے گا، اگر مونچھوں کو باریک کر دیا تو ایک نیک عمل تو ہو گیا، کیا عجب کہ یہ عمل ڈاڑھی رکھنے کا ذریعہ بن جائے، جیسے ہر گناہ دوسرے گناہ کا سبب بنتا ہے ایسے ہی ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بن جاتی ہے۔

مسواک کی فضیلت

ایسے ہی ایک سنت مسواک کرنا ہے، مسواک کی سنت سے نماز کا

ثواب ستر گُنا زیادہ ہو جاتا ہے، ایک شخص نے مسواک نہیں کیا اور جمعہ پڑھا تو ایک جمعہ کا ثواب ملے گا اور اگر اس نے مسواک کر کے وضو کر کے جمعہ پڑھا ہے تو ستر جمعوں کا ثواب مل جائے گا:

((صَلَاةٌ بِسِوَاكٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ صَلَاةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطهارۃ، باب السواك)

یعنی مسواک کیے ہوئے وضو سے پڑھی جانے والی نماز اُن ستر نمازوں سے افضل ہے جو بغیر مسواک کیے پڑھی جائیں اور مسواک کرنے سے ایک فائدہ اور بھی ہے کہ ایمان پر خاتمہ نصیب ہوتا ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں کہ:

((فَإِنَّ سُنَّةَ السِّوَاكِ تُذَكِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ))

مسواک کی سنت موت کے وقت کلمہ یاد دلاتی ہے۔اس سنت کا یہ کتنا بڑاانعام ہے۔

دیکھو! سنت کی زندگی کیسی پیاری ہے، لہٰذا ہر وقت اس کی فکر کرو، کوئی بھی حرکت کرو یہ دیکھو کہ یہ سنت کے مطابق ہے یا نہیں، مسجد سے نکلو تو بایاں قدم پہلے باہر نکالنا سنت ہے، اسی طرح بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا ہے، جوتا پہننا ہے تو دائیں پیر میں پہلے پہننا سنت ہے، غرض ہر حرکت کو سنت کے مطابق کریں تو سمجھ لیں کہ شارٹ کٹ یعنی مختصر راستہ سے اللہ کے محبوب ہو گئے۔

اب میں اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں اور تفسیر بھی بیان کروں گا ان شاءاللہ تعالیٰ بشرطِ حیات۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کعبہ بنا رہے تھے، بیت اللہ کی دیواریں ٹھیک کر رہے تھے اس وقت مکہ مکرمہ میں ایک بھی گھر نہیں تھا، کوئی آبادی نہیں تھی تو ان دونوں پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۶)

اے ہمارے رب! اس جنگل کو امن والا شہر بنا دیجئے اور ان کو پھل بھی دیجیے، آج جو پھل دنیا میں کہیں نہیں ملتا وہ مکہ مکرمہ میں مل جاتا ہے۔

قبولیتِ اعمال کی دعا

پھر انہوں نے عرض کیا:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاۤ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

اے ہمارے رب! ہم نے جو کعبہ بنایا ہے، آپ اس کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے، تَقَبَّلْ باب تفعل سے استعمال کیا، عربی گرامر کے لحاظ سے باب تفعل کی خاصیت ہے کہ اس میں تکلف ہوتا ہے، اعترافِ قصور ہوتا ہے یعنی اے اللہ! ہم سے آپ کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوا، آپ کا گھر تو بنا دیا لیکن یہ آپ کی شان کے مطابق ہم سے تعمیر نہیں ہوسکا لہٰذا اپنی رحمت سے قبول فرمالیجئے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاۤ. فِي اخْتِيَارِ صِيْغَةِ التَّفَعُّلِ اعْتِرَافٌ بِالْقُصُوْرِ. علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ دونوں نبیوں نے اعترافِ قصور کیا کہ ہم سے آپ کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوا، کعبہ کا حق ادا نہیں ہوا مگر آپ اس کو محض اپنی رحمت سے قبول کرلیجئے۔ علماء اور مشائخ فرماتے ہیں کہ ہر نیک عمل کے بعد یہ دعا پڑھ لو تو ان شاء اللہ وہ عمل قبول ہوجائے گا اور تکبر سے بھی بچ جاؤ گے اور ریا اور دکھلاوا بھی معاف ہوجائے گا۔ وہ دعا ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاۤ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. اَیْ سَمِيْعٌ م بِدَعَوَاتِنَا آپ ہماری دعاؤں کو سن رہے ہیں وَعَلِيْمٌ م بِنِيَّاتِنَا اور ہماری نیتوں سے باخبر ہیں کہ ہم نے کعبہ شریف محض آپ کے لیے بنایا ہے۔ تو یہ دعا دونوں نبیوں کی سنت ہے۔ لہٰذا

آج سے ہم لوگ عہد کرلیں کہ جب تلاوت کریں، وعظ کریں یا کوئی بھی نیک عمل کریں تو یہ دعا پڑھ لیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

آگے ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! مجھ کو اور میرے بیٹے اسماعیل کو مسلمان بنا، مطلب یہ کہ مسلمان تو ہم پہلے ہی سے ہیں اب ہمیں اپنا اور زیادہ فرماں بردار بنا دیجئے، ہمارے پاس پہلے سے جو اسلام ہے اس میں مزید ترقی عطا فرما دیجئے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ تثنیہ کا صیغہ ہے، معلوم ہوا کہ ہر نیک باپ کو اپنے بیٹوں کے لیے نیکی کا مانگنا بھی سنت ہے، یہ نہیں کہ بابا اپنے لیے تو جنت کا سامان کررہے ہیں اور بیٹا، بیٹی جہنم کا ایندھن بنے ہوئے ہیں، یہ دعا سکھا رہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فراموش نہیں کیا، انہیں بھولے نہیں۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد اور خاندان والوں کو بھی نیک بنا دیجئے۔ اے اللہ! ہم کو بھی دیندار بنا اور ہماری اولاد کو بھی نیک بنا اور ہماری ذرّیات اور خاندان والوں کو بھی نیک بنا۔ ان آیات سے دعا مانگنے کے سلیقے مل رہے ہیں، وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور میری ذریت اور خاندان کو اُمَّةً مُّسْلِمَةً بنا دیجئے، امّتِ مسلمہ بنا دیجئے یعنی فرماں بردار امت بنا دیجئے۔

سنت پر عمل کرنے سے شیطان کو چوٹ لگتی ہے

وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہم کو حج کے طریقے وحی الٰہی سے بتا دیجئے کہ صفا و مروہ پر کیا کیا جائے، شیطان کو کنکریاں کیسے ماریں۔ آج حج میں جو ارکان ادا کیے جاتے ہیں وہ سارے طریقے وحی الٰہی سے بتائے گئے ہیں، جو ان ارکان کا مذاق اڑائیں گے سوچ لو کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوگا، اسے مذاق مت سمجھو، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا صفا و مروہ پر جانا، شیطان کو

کنکریاں مارنا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا کا اثر ہے کہ اے خدا! ہمیں حج کے سارے طریقے سکھا دیجئے یعنی وحی الٰہی سے بتایئے کہ ہم کس طرح سے حج کریں، لہٰذا آج جو حج ہو رہا ہے یہ وحی الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے، کوئی اس کا مذاق نہ اڑائے، اور جو سنت کا طریقہ ہے اس کے مطابق تمام ارکان ادا کریں۔ بعض لوگ شیطان کے ستون کو جوتے سے مارتے ہیں، کوئی بڑے بڑے ہتھوڑے سے مارتا ہے، اس سے شیطان کو چوٹ نہیں لگے گی اُلٹا شیطان تم پر ہنسے گا کہ کس بے وقوف سے پالا پڑا ہے، سنت کے مطابق چنے کے برابر جو کنکریاں ہیں وہی اسے ایٹم بم کی طرح لگتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جو طریقہ سکھایا ہے، یہ وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مانگا ہوا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہم سب پر رحمت کر دیجئے یعنی ہم کو توفیقِ توبہ دیجئے، ہم پر توجہ فرمایئے، اللہ کی توجہ جس پر ہوتی ہے اس کو کیا انعام ملتا ہے؟ وہ نافرمانی سے توبہ کر لیتا ہے۔ جو شخص توبہ نہ کرے، گناہوں کی نجاست میں ملوث ہو تو سمجھ لو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت نہیں ہے، وَتُبْ عَلَيْنَا کے معنی ہیں کہ ہم پر توجہ کر دیجئے یعنی توفیقِ توبہ دے دیجئے۔

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ میں فرقۂ معتزلہ کا ردّ ہے

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ آپ بہت توبہ قبول کرنے والے اور بہت شانِ رحمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو نام کیوں نازل کیے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ ایک فرقہ باطلہ، گمراہ فرقہ، معتزلہ کا تھا جو قرآن نازل ہونے کے بھی بہت بعد میں پیدا ہوا، اس نے اعلان کیا کہ جب بندہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ کو قانوناً معاف کرنا پڑے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہارا قرضہ نہیں کھایا ہے کہ میں تمہاری توبہ قبول کرنے پر مجبور ہوں، میں جو تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں تو اپنی شانِ رحمت کی وجہ سے قبول کرتا ہوں۔ توّاب

کے بعد رحیم نازل فرمانے کی وجہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو بہت توبہ قبول کرتے ہیں اس کا سبب رحمت ہے، قانون اور ضابطے کی باتیں مت کرو کیونکہ توبہ کا حق تم سے کہاں ادا ہوسکتا ہے، غیر محدود عظمت والے اللہ کو ناراض کرنے کے بعد اپنی محدود طاقتوں سے کہاں توبہ کرسکتے ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی شان سے توبہ قبول کرتے ہیں۔

صفتِ غفور کے ساتھ صفتِ ودود نازل کرنے کا راز

جیسے سورۂ بروج پارہ تیس میں ہے وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ اللہ تعالیٰ تم کو بہت زیادہ بخشتے ہیں اور بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ میرے مرشدِ اوّل مولانا شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ غفور اور ودود کو ساتھ ساتھ نازل کرنے میں کیا راز ہے؟ جب حضرت کے دل میں یہ مضمون آیا تو اس وقت میں حضرت کے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک تالاب کے کنارے کپڑے دھو رہا تھا، تالاب نشیب میں تھا، حضرت تلاوت کررہے تھے، اچانک جب یہ مضمون حضرت کے دل میں آیا تو حضرت دوڑتے ہوئے آئے اور تالاب کے اوپر کھڑے ہو کر فرمایا کہ حکیم اختر! جلدی سے نوٹ کرلو، اللہ نے ایک مضمون عطا فرمایا ہے، وہ مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں غفور کے بعد ودود کیوں نازل کیا؟ غفور کے معنی بہت بخشنے والا ہے، ودود کے معنی بہت محبت کرنے والا ہے، تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ مضمون ڈالا کہ غفور کے بعد ودود کیوں نازل کیا؟ تا کہ دنیا والوں کو معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ تم کو جلدی کیوں معاف کردیتے ہیں؟ ''مارے میا کے''۔ یہ پورب کی زبان ہے، ''میا'' کے معنی ہیں محبت، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ''مارے میا کے'' معاف کردیتے ہیں، چنانچہ غفور کے بعد ودود اس لیے نازل فرمایا کہ ہم تم کو محبت کی وجہ سے معاف کرتے ہیں، جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی جلد معافی ہوجاتی ہے۔ تو تو اب کے بعد

رحیم نازل ہونے کی حکمت عرض کردی کہ یہ ضابطے کا معاملہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی شانِ رحمت سے توبہ قبول کرتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے شانِ رحمت ہی کی درخواست کرو کہ اے خدا! اپنی رحمت سے ہم کو معاف کردیجئے۔

سب کی مغفرت اللہ کی رحمت سے ہوگی

اب ایک حدیث سن لیجئے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کی مغفرت اللہ کی رحمت سے ہوگی تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بھی اللہ کی رحمت ہی سے بخشے جائیں گے، آپ اتنی عبادت کر رہے ہیں کہ پنڈلیاں سوج رہی ہیں، ورم آرہا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بھی اللہ کی رحمت سے بخشا جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بات سمجھانے کے لیے واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک امتی مسلمان نے دوسو برس تک عبادت کی، اس کو دوزخ کے کنارے لے جایا جائے گا کیونکہ اس کا بھی یہی خیال تھا کہ میں دوسو برس کی عبادت سے بخشا جاؤں گا، جب دوزخ کے کنارے لے جایا جائے گا تو پیاس سے اس کی زبان باہر آجائے گی تو فرشتے اس کو ایک پیالہ پانی پیش کریں گے اور کہیں گے کہ اس کی قیمت ادا کردو، تب وہ پوچھے گا کہ اس کی کیا قیمت ہے؟ فرشتے کہیں گے کہ دوسو برس کی عبادت۔ وہ پانی پی لے گا اور جان بچالے گا، اس کے بعد دوزخ کی آگ سے پھر پیاس لگے گی، گرمی کی شدت کی وجہ سے کہے گا کہ ایک پیالہ اور لاؤ، فرشتے کہیں گے اب کہاں سے لائیں، دوسو برس کی عبادت تو دے دی، اب اس کی قیمت کہاں سے ادا کروگے؟ اب وہ کہے گا کہ اللہ کی رحمت۔ فرشتے کہیں گے کہ اچھا اب خدا کی رحمت یاد آئی حالانکہ دنیا میں پانی کے کتنے پیالے پیے تھے۔

ٹوٹے ہوئے بیل کا ایک قصہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بیان کرکے فرماتے ہیں کہ ہر

شخص کے پیٹ میں سے پانی نہ نکلتا تو جتنا پانی ہم لوگوں نے ساٹھ ستر سال میں پیا ہے تو ہر شخص کے پیٹ میں ایک ایک تالاب ہوتا، لیکن چونکہ ہم ٹوٹے ہوئے بیل کی طرح ہیں اس لیے پانی اکٹھا نہیں ہوتا۔ اب ٹوٹے ہوئے بیل کا بھی قصہ سن لو۔ ایک دیہاتی نے بیل خرید کر تالاب کے کنارے اس کو پانی پلایا، بیل کی عادت ہوتی ہے کہ ایک طرف پانی پیتے ہیں اور پیٹ کے نیچے ناف کے پاس سے پیشاب بھی نکلتا رہتا ہے، یعنی پانی پی رہا ہے غٹا غٹ اور پیشاب نکل رہا ہے فٹا فٹ۔ اب دیہاتی بے چارہ جنگلی تھا، اس نے کہا کہ توبہ یہ بیل تو ٹوٹا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے صراحی میں پانی ڈالو تو دوسری طرف سے نکلنے لگتا ہے، میں اس کو پانی پلا رہا ہوں اور اس کا پیشاب نکل رہا ہے۔ تو وہ دیہاتی بیل کو واپس لے گیا اور جس سے خریدا تھا اس سے کہا کہ بھیّا! ہم کو ٹوٹا بیل دیتے ہو تو وہ بہت ہنسا، سمجھ گیا کہ یہ بے وقوف ہے، تو اس سے کہا کہ لے اپنا پیسہ اور بھاگ جا، وہ وہاں سے پیسہ لے کر بھاگا کہ چلو ٹوٹے بیل سے نجات ملی۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ٹوٹے ہوئے بیل نہ ہوتے تو ہر ایک کے پیٹ میں پانی کا تالاب ہوتا، ہم لوگ عمر بھر کتنا پانی پیتے ہیں۔

دوستو! اگر خدا پانی نہ دے، پیاس سے مر رہے ہو اس وقت کوئی حسین کہے کہ ہم سے گناہ کر لو تو اس وقت گناہ کرو گے یا پانی تلاش کرو گے لہٰذا اس کو سوچو، ضمیر کو زندہ کرو، اللہ ہم سب کو بے غیرتی و بے حیائی کی زندگی سے توبہ نصیب کرے۔ اب باقی جو آیات رہ گئی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر آئندہ تھوڑی تھوڑی بیان کروں گا۔ اب دعا کر لو۔

یا اللہ! ہم سب کو ایسا ایمان، ایسا یقین، تقویٰ کی ایسی اللہ والی زندگی نصیب فرما دے کہ ایک سانس بھی ہم اور ہماری اولاد، اختر اور اس کی اولاد، میرے سب دوست اور ان کی اولاد، کسی کی بھی ایک سانس اے اللہ! آپ کی ناراضگی میں

نہ گذرے۔ اے اللہ! ہم سب کو ایسا ایمان ویقین عطا فرمادے کہ ایک سانس بھی ہم آپ کی ناراضگی میں نہ جئیں اور ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو، جن اعمال سے آپ خوش ہوتے ہیں ان اعمال کی توفیق نصیب فرمادیجئے، جن اعمال سے آپ ناراض ہوتے ہیں ان اعمال سے ہمیں حفاظت نصیب فرمایئے، نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کر سوفیصد اپنی غلامی کی زندگی نصیب فرمادیجئے۔ یااللہ! اپنی رحمت سے ہماری زندگی کی تمام دعاؤں کو قبول فرمالیجئے، ہم سب کو مستجاب الدّعوات بنادیجئے، جس کے دل میں جو غم و پریشانی ہے اس کو سکون اور خوشیوں سے بدل دیجئے۔ یااللہ! جن کی بیٹیوں کے رشتے نہیں آرہے ہیں ان کو نیک رشتے عطا فرمادیجئے، جن کو آپ نے رشتے دیئے مگر ان کے شوہر ان پر ظلم کرتے ہیں تو شوہروں کو ان پر مہربان کردیجئے، شفقت ومحبت سے زندگی گذارنے کی توفیق دے دیجئے اور جو لڑکیاں شوہروں پر ظلم کررہی ہیں، میرے پاس ایسے بھی لوگ آتے ہیں جو ہمیشہ عورتوں کی شکایت کرتے ہیں کہ میری وزارتِ داخلہ مجھے بہت تنگ کرتی ہے، ہر وقت مجھ سے لڑتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جملہ مسلمان خواتین کو بھی توفیق عطا فرما کہ اپنے شوہروں کو خوش رکھیں، ان سے بدزبانی نہ کریں، ان کا اکرام کریں، ان کا ادب کریں اور شوہروں کو بھی توفیق عطا فرمادے کہ اپنی بیبیوں سے اخلاقِ حسنہ یعنی اچھے اخلاق سے پیش آئیں، ان کا دل خوش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی اور خوش ہوجائیں اور جن کے لڑکے بے نمازی یا نالائق ہیں، اللہ! ان سب کو نمازی بنادے، نیک بنادے۔ یا اللہ! پورے ملک میں جتنی برائیاں ہیں، معاشرہ میں جتنی برائیاں ہیں سب کو دور فرمادے اور ہم سب کو نیک بنادے، سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیتِ دارین نصیب فرمادے اور سارے عالم کے اہلِ کفر کو اہلِ ایمان بنادے، اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنادے، اہلِ تقویٰ کو اہلِ عافیت بنادے، اہلِ مرض کو اہلِ صحت

بنا دے، اہلِ جہل کو اہلِ علم بنا دے، جس کو جس گناہ کی پرانی عادت پڑی ہوئی ہے، پرانا ناسور ہے اللہ اس پرانے ناسور اور پرانی خبیث عادتوں سے بھی پاک فرما دے، اے اللہ! آپ ہمارے تزکیہ کا ارادہ فرما لیجئے، آپ کے ارادوں کو کون توڑ سکتا ہے، اپنی رحمت سے اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں ہم سب کے لیے تزکیۂ نفس کا ارادہ فرما لیجئے۔ یا اللہ! اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے، جس کے آگے نبوت شروع ہوتی ہے تو نبوت کا دروازہ تو اب بند ہو چکا ہے لیکن آپ اپنے اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک اختر کو، اس کی اولاد کو اور میرے دوستوں کو اپنی رحمت سے پہنچا دیجئے۔ یا اللہ! ہم سب کو اپنی دوستی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ نصیب فرما دیجئے۔ یا اللہ! آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی ہے کہ جو نالائقوں پر مہربانی کر دے، امیدوں سے زیادہ عطا کر دے، بِلا سوال دے دے، تو اے اللہ! ہم نے جتنا مانگنا تھا مانگا، اب وقت بھی نہیں ہے اور کمزوری بھی محسوس ہو رہی ہے، اس لیے آپ اپنی رحمت سے بے مانگے سب کچھ عطا فرما دیجئے، دنیا بھی دے دیجئے آخرت بھی دے دیجئے، دونوں جہان کی فلاح، صلاح، راحتیں اور عافیتیں ہم سب کو نصیب فرما دیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ بِأَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ. اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ بِأَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ فَاَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ یَا رَبِّ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ